حافظ غلام عبدالحق محمدؒ
(قمری چشتی)

مقالہ۔ بر موضوع کفارۂ مسیح علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین ؐ

جب سے انسان کی تخلیق ہوئی اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ اپنے بندوں کے لیے اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ ان راہ سے بھٹکے ہوئے بندوں تک احکام خداوندی پہنچائیں اور وہ بندے ان احکام پر عمل پیرا ہو کر صراط مستقیم پر قائم ہوں۔ لیکن جب ہم عقیدۂ کفارۂ مسیح پر غور کرتے ہیں جو موجودہ عیسائیت کی جان ہے تو وہ ہمیں پوری تاریخ انسانیت کے خلاف ایک نئی بات بتاتا ہے۔

وہ یہ کہ خدا تعالےٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا مگر جب انسانوں نے گناہ کرنے شروع کئے تو خدا تعالیٰ (العیاذ باللہ) بہت نادم ہؤا کہ اس نے گنہگار انسانوں کو مخلوق کیا جیسے بائیبل کی کتاب پیدائش ۵ : ۵ و ۶ میں تحریر ہے "خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصورات اور خیال سدا برے ہی ہوتے ہیں تب خداوند زمین پر انسانوں کو پیدا کرنے سے ملول ہؤا اور دل میں غم کیا"

تو اب اگر خدا تعالےٰ ان گنہگار انسانوں کو سزا دیتا تو تقاضائے رحم کے بالکل برخلاف تھا اور اگر انہیں کچھ نہ کہتا تو تقاضائے عدل بری طرح مجروح ہوتا تھا۔ کیونکہ جہاں وہ بے حد رحیم ہے وہاں وہ بڑا عادل بھی ہے۔ عدل و رحم کے دونوں تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے خدا نے اپنا بیٹا بھیجا جو سولی پر لٹکایا گیا اور اس طرح بندوں کی طرف سے کفارہ ہو گیا۔ اب اگر یہ خیال کہیں سے آکر دماغی دنیا میں شورش پیدا کر دے کہ جرم تو انسان کا اور سزا ملی ابن اللہ کو یہ کہاں کا عدل ہے؟ اس طرح اگر کسی کارخانہ میں کام کرنے والے کما حقہٗ کام سرانجام دینا ترک کر دیں اور مالک کارخانہ ان کو کوئی سزا دینے کی بجائے اپنے معصوم اکلوتے بیٹے کو صولی پر لٹکا کر قتل کر دے اور مزدوروں کو کھلی چھٹی دے دے کہ جو چاہو کرو مگر میرے بیٹے کو مصلوب مان لو تو بتائیے کون دانشمند اس باپ کو رحیم کہے گا بھلا اس سے بڑھ کر اور گھناؤنا ظلم ہو سکتا ہے؟ جسے دنیائے عیسائیت نے رحم کا نام دے رکھا ہے یعنی ۔

÷خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد ÷ ÷ جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے÷

پھر حیرت یہ ہے کہ ہمیشہ سزا کا مقصد تادیب ہوا کرتا ہے اگر اس بیٹے کی قربانی سے کارخانہ کے ملازمین سدھر جاتے اور برائیاں چھوڑ دیتے تو بھی بات تھی لیکن یہاں تو مقصد ہی صرف یہی ہے کہ بدکاری اور گنہگاری پہ کوئی روک ہی نہ رہے اور کفارۂ مسیح کا سبز باغ دکھا کر انسانیت کو معصیت کے گندے نالے میں ڈبو دیا جائے۔

تو مسیح حضرات آپ کے اس سوال کا جواب اپنی نظر میں بہت ہی محققانہ یہ دیتے ہیں کہ تم نے غلط سمجھا گناہ تو بے شک انسان کرتا ہے مگر یہ سوچنا چاہیے کہ کیوں کرتا ہے؟ تو صاف ظاہر ہے کہ خدا نے اسے پیدا ہی اس فطرت پر کیا ہے کہ وہ کبھی گناہ سے اپنا دامن نہ بچا سکے تو اب درحقیقت گناہ انسان کا نہیں بلکہ خدا کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا اپنے جرم پر ملول بھی ہوا تو ضروری ہے کہ اس کا بدلہ بھی خدا ہی کو ملے اور اسی لیے خدا نے اپنا بیٹا قربان کیا۔ لیکن غور کا مقام ہے کہ پہلے تو کفارۂ کا مقصد یہ بیان کیا گیا کہ انسان گنہگار ہے اگر اسے گناہوں کی سزا دی جائے تو رحم کے خلاف ہے یعنی پہلے تو عقیدۂ کفارہ کی کل کائنات صرف اسی پونجی پہ مشتمل تھی کہ انسان گنہگار ہے مگر اب اس سے بالکل ہی انحراف ہو گیا اور اب گناہ کی تمام تر ذمہ داری خدا پہ آ گئی اور کارخانہ دار نے جو ملازمین پہ رحم کرتے ہوئے انہیں اپنے ہاں ملازمت دے دی تو یہ اس کا احسان تو الٹا اسے مجرم ٹھہرا دیا گیا۔

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس (دائرۃ العارف مذہب و مذاہب) کا ایک مقالہ نویس مسٹر رائیسٹن پائیک ان کانفرنسوں کا ذکر کرنے کے بعد جو الوہیت مسیح کو ثابت کرنے کے لیے منعقد ہوئیں تھیں لکھتا ہے کہ الوہیت مسیح کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ اسی طرح انجیل برنباس میں جسے موجودہ عیسائیوں نے الہامی کتب کی فہرست سے نکال دیا ہے لکھا ہے کہ "بے شک اللہ موجود ہے بغیر اس کے کوئی وجود نہیں . . . . وہ اکیلا ہے اس کا کوئی مانند نہیں۔ اللہ کا کوئی باپ اور اس کی کوئی ماں نہیں اس کے کوئی بیٹے ہیں نہ بھائی اور نہ ساتھی اور جب کہ خدا کے جسم ہی نہیں تو وہ نہ کھاتا ہے نہ سوتا ہے اور نہ مرے گا۔" انجیل برنباس فصل ۷ آیت ۵ تا ۱۲۔ قارئین کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ آیات الوہیت وابنیت مسیح کی صاف تردید کرتی ہیں اور جب الوہیت وابنیت مسیح کا مسئلہ بھی ہنوز کھٹائی میں پڑا ہوا ہے تو مسیح علیہ السلام کے کفارہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

عقیدہ کفارہ کے پیدا ہونے کے وجوہ۔

اہل عیسائیت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کفارہ مانتے ہوئے اس کی وجہ یہی بتاتے ہیں کہ انسان کا فطرتاً گنہگار ہونا اور خداوند تعالےٰ کا رحیم و عادل ہونا وغیرہ مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ہر قوم میں ایسے افراد ضرور ہوتے ہیں یا ہو جاتے ہیں جو عیاشی میں مدہوش ہوتے ہیں اور مذہب کے قوانین ان کے لیے پاؤں کی بیڑیاں اور ان کی راہ عیش پرستی میں ناقابل عبور

طوفان بن جاتے ہیں اور نہ ہی خود میں مذہب کو ناقابل تسلیم کہنے کی ان میں جرأت ہوتی ہے۔ یا محض دشمنی کی بنا پر وہ کوئی مذاہب اختیار کر کے اس میں اختہ اندازی کرتے ہیں۔ تو ان کے لیے فقط ایک ہی راہ ہوتی ہے کہ دین میں تحریف کر کے اپنی خواہش کے مطابق کچھ باتیں مٹا دیں اور کچھ باتیں بڑھا دیں تاکہ ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

ایسے ہی بدنصیب عناصر نے اپنے زور و دولت اور قوتِ اقتدار سے یہ کہہ دیا کہ انسان کسی بھی حالت میں گناہ سے پاک نہیں ہو سکتا اس لیے یہی تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے اور خود تین دن تک لعنتی رہ کر (العیاذ باللہ) ہمیں شریعت کی لعنت سے آزادی دے گئے ہیں جیسے بائبل کی کتاب استثنا ۲۱: ۲۳ میں ہے "جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے" اور اسی طرح گلتیوں ۳: ۱۳ میں ہے "مسیح جو ہمارے لیے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پہ لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے"۔ افسوس ہے کہ سادہ لوح عوام اس عفو و مغفرت کے سراب کی طرف بغیر سوچے بھاگ پڑے مگر انہیں حقیقت کا علم تب ہوگا جب آخرت کو پہنچیں گے۔ نہ جانے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی ہونے کا دعویٰ کرنے والے آپ کی یہ توہین کس طرح برداشت کرتے ہیں۔

عقیدۂ کفارہ عقلِ سلیم کے آئینہ میں

اب میں عقیدہ کفارہ کے ہر پہلو کو ہر نوعیت کے ساتھ عقل سلیم کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جہاں مسیحی حضرات جناب مسیح علیہ السلام کی الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں وہاں ان کی بشریت کو بھی تسلیم کرتے ہیں میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت مصلوب ہوئی یا بشریت؟ اگر الوہیت مصلوب ہوئی تو اللہ کا ہر عیب سے پاک ہونا لازمی اور متفق ہے چہ جائیکہ اسے مصلوب مان کر لعنتی ٹھہرایا جائے۔ اور اگر حضرت مسیحؑ کی بشریت مصلوب ہوئی ہے تو جناب مسیح کو خواہ مخواہ خدا بنانے کے کیا معنی ہوئے اور پھر مصلوب اقنوم ثانی یعنی ابن اللہ تو نہ ہوا تاکہ وہ قوم کے گناہوں کا کفارہ ہوتا بلکہ ایک عام انسان ہی مصلوب ہوا اور ایسے کئی اور بھی ہوتے رہے اور ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

۲۔ عیسائی حضرات تین اجزا باپ، بیٹا اور روح القدس کے مجموعہ کو خدا مانتے ہیں اور انہیں اپنی اصطلاح میں اقانیم ثلاثہ کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ قربانی کے لیے اقنوم ثانی یعنی بیٹے کو کیوں منتخب کیا گیا؟ کیا اس میں کوئی خاص وصف تھی؟ اگر نہیں تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی جو باطل ہے اور اگر کوئی خاص وصف تھی تو آیا وہ وصف اچھی تھی یا بری اگر اچھی تھی تو باقی دو اقنوم اس سے محروم ہونیکے سبب خدا رہے کیونکہ خدا تو وہ ہوتا ہے جو تمام کمالات کا جامع ہو۔ اور اگر آپ کہیں کہ وہ وصف بری تھی۔ تو ظاہر ہے کہ اقنوم ثانی یعنی حضرت مسیح خدا نہ رہے کیوں کہ انہیں نقص پایا گیا ہے جو الوہیت کے خلاف ہے

۳۔ یہ اصول مسلّم ہے کہ قربانی ہمیشہ ادنیٰ شئی کی ہوا کرتی ہے تاکہ اعلیٰ بچ جائے اگر ایک سو پتھر اور ایک ہیرا ہو تو ایسا

کبھی نہ ہوگا کہ ان پتھروں کو بچانے کے لیے ہیرا توڑ دیا جائے مگر یہاں ایسا ہی ہے کہ چند پتھروں کے پیچھے ایک انمول ہیرا قربان کیا گیا جسے عقل سلیم قطعًا قبول نہیں کرتا۔

۴۔ اب ایک آخری سوال یہ ہوتا ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام نے اپنی مرضی سے سارے انسانوں کے گناہ اپنے سر لیے یا باپ کے حکم سے اگر باپ کے حکم سے لئے تو ایسے باپ کو رحیم کہنا حماقت ہوگی جس نے اپنے بے گناہ بیٹے کے سر اتنی بے دردی کے ساتھ ساری مخلوق کے گناہ لاد دئے اور جو باپ اپنے بیٹے پر شفقت نہیں کرتا اس پر دوسروں کو کیا بھروسہ ہو سکتا ہے؟ اور اگر حضرت مسیحؑ اپنی منشار سے کفارہ بنے تو کیا ان میں کوئی خاص وصف تھی یا نہیں؟ یعنی وہی سوال ہوگا جو پہلے ہو چکا ہے۔

عقیدۂ کفارہ خود بائیبل کی نظر میں

میں اب موجودہ بائیبل سے اس عقیدہ کے بطلان پر دلائل پیش کرتا ہوں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ عقیدہ خود بائیبل کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ انتہائی حیرت کا مقام ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی میں کبھی یہ اعلان نہ فرمایا کہ انسان کے گناہوں کی بخشش کا کوئی اور طریقہ ممکن نہیں اس لیے میں اس کے گناہوں کا کفارہ بننے کے لیے آیا ہوں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسا عظیم کارنامہ اور اس قدر بے مثال قربانی کہ جس پر ساری امت بلکہ تمام انسانوں کی فلاح ونجات کا دارومدار ہو اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اس کے متعلق یوں خاموش رہیں؟ بلکہ جہاں تک بائیبل کا تعلق ہے اس میں تو صاف طور پر مذکور ہے کہ حضرت مسیحؑ کو زبردستی یہودیوں نے صولی پر لٹکایا اور جناب مسیح (العیاذ باللہ) چیخ چیخ کر یہ کہتے رہے۔ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ یعنی اے خداوند تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

تو اب یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے امت کے لیے یا انسانوں کے لیے اپنی جان دی اور کفارہ بن گئے۔

بائیبل کی کتاب استثناء ۲۲ میں زانی اور زانیہ کو سنگسار کرنے کا حکم ہے اور کتاب یوحنا ۱۴: ۱۵ میں واضح عبارت ہے "اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو" اسی طرح متّی ۵: ۱۹ میں ہے "پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائے گا" حیرت اندر حیرت اندر حیرتم کہ ایک طرف تو بائیبل احکام خداوندی یعنی شریعت پر عمل کرنے کی سخت تلقین کرتی ہے اور دوسری طرف شریعت کو لعنت قرار دیتی ہے کسی بھی عقلمند کے لیے گنجایش انکار نہیں کہ وہ بائیبل کی ان واضح تعلیمات کو پڑھنے کے بعد عقیدۂ کفارہ پر قائم رہ سکے اور بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ خود بائیبل وضاحت کے ساتھ کہتی ہے کہ اپنی خواہش سے اور اپنی من گھڑت روایات سے خدا کے احکام کو لعنت کہہ کر ان کا انکار کرنا سراسر باطل ہے "تم اپنی روایات سے

خدا کا حکم کیوں ٹال دیتے ہو۔۔۔۔۔ پس تم نے اپنی روایات سے خدا کا کلام باطل کر دیا متی ۱۵: ۳ و ۶ ، اور ایسے ہی بائیبل میں جابجا احکام پر عمل کرنے کی تاکید کی گئی ہے تو جب عیسیٰ علیہ السلام (العیاذ باللہ) لعنتی بن کر شریعت کی لعنت سے چھڑا گئے تو یہ احکام کیسے ہیں اور انکا پرچار کرنا کیسا ہے۔

کیا مسیح حضرات مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں گے کہ بائیبل تمام لعنت سے بھری ہوئی ہے کیوں کہ اس میں تمام احکام شریعت لکھے ہوئے ہیں اور شریعت بائیبل کے مندرجہ بالا بیان کے مطابق لعنت ہے۔

انجیل متی ۵: ۴۴ و ۴۵ میں ہے" دشمن سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیوں کہ وہ اپنے سورج کو نیکوں اور بدوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستبازوں پر مینہ برساتا ہے"

اب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہارے ہی مذکورہ قول کے مطابق جب تمام مخلوق گناہوں میں غرق اور اپنے چہرے پر معصیت کے بدنما داغ لگائے ہوئے ہے جو کبھی مٹنے کی بھی نہیں تو تمہاری بائیبل راستباز اور نیک کنہیں کہہ رہی ہے؟ کیا یہ فرضی بات ہے اگر ہاں تو میں کہوں گا کہ یہ تمہارا مذہب ہی فرضی ہے اور اگر تم اسے مبنی بر حقیقت تصور کرتے ہو تو میں یہ پوچھنے پر حق بجانب ہوں گا کہ وہ لوگ نیک اور راستباز کیسے بن گئے اگر کہو کہ مسیحؑ کے کفارہ ہونے سے تو یہ مذاق کے سوا کچھ نہ ہوگا کیوں کہ ان لوگوں کو راستباز اور نیک خود جناب مسیح علیہ السلام قرار دے رہے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں یا آپ سے قبل ہوں گے تو کفارہ سے ان کے نیک ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں! یہ کہا جا سکتا ہے کہ احکام شریعت پر عمل کرنے سے وہ لوگ نیک اور راستباز بنے تو میں عرض کردوں گا کہ باقی لوگ کیوں ان احکام پر عمل کر کے نیک نہیں ہو سکتے؟

اور بات بالکل ہی واضح ہو گئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (العیاذ باللہ) لعنتی بن کر قطعاً کفارہ نہیں ہوئے اور نہ ہی انہوں نے کسی کو شریعت کی لعنت سے آزاد کیا بلکہ شریعت لعنت نہیں رحمت ہوا کرتی ہے اور انسانی چہرہ یقیناً معصیت کے بدنما داغوں سے صاف ہو سکتا ہے اور وہ مسیح علیہ السلام کو کفارہ ماننے سے نہیں بلکہ احکام شریعت پر عمل کرنے سے۔

بائیبل کی کتاب پیدائش ۳: ۱۶ میں لکھا ہے" پھر اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔ اور آدم علیہ السلام سے اس نے کہا چوں کہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی"، اور ساتھ ہی ان سزاؤں کا ذکر ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں دانہ کھانے کے گناہ کے بدلہ میں ہر دور میں آنے والے انسانوں کو ملتی رہیں اور ملتی رہتی ہیں اور ملتی رہیں گی۔

کیا یہ کفارۂ مسیحؑ کے خلاف نہیں؟ کفارہ کا تقاضا تو یہ تھا کہ کسی کو بھی سزا نہ دی جائے مگر یہاں تو گناہ حضرت حوّا علیہا السلام کا اور درد حمل یعنی اس گناہ کی سزا قیامت تک آنے والی تمام عورتوں کو اور گناہ حضرت آدم علیہ السلام کا اور اس کی سزا ہمیشہ تک آنے والے مردوں کو۔ یا تو خداوند ایسا رحیم تھا کہ مخلوق کے لیے اس نے اپنا اکلوتا بیٹا قربانی کی بھینٹ چڑھا دیا اور یا پھر وہ اتنا بے رحم ہوا کہ ایک معمولی سی سہو پر ازل سے لے کر ابد تک کے انسانوں کو سزا دی اور گوناگوں مصائب میں مبتلا کیا۔ کیا یہ تقاضائے رحم کے خلاف نہیں؟ عقل سلیم ان بلند بانگ نعروں پر جتنے بھی آنسو بہائے کم ہیں کہ خود کفارہ شریعت مسیح علیہ السلام کو لعنت قرار دیتا ہے اور شریعت مسیحی کفارہ کو باطل قرار دیتی ہے

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

بائیبل کی کتاب گلتیوں ۲ : ۱۶ تا آخر میں صرف حضرت مسیحؑ پر ایمان ہی کو راستبازی بتایا گیا ہے اور شریعت کو علی الاطلاق بیکار بتلایا گیا ہے ملاحظہ ہو" تو بھی یہ جان کر کہ آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیحؑ پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہرتا ہے خود بھی یسوع مسیحؑ پر ایمان لائے تاکہ ہم مسیحؑ پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہریں نہ کہ شریعت کے اعمال سے کیوں کہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر راستباز نہ ٹھہرے گا کیوں کہ راستبازی اگر شریعت کے وسیلہ سے ملتی تو مسیح علیہ السلام کا مرنا عبث ہوتا"

بائیبل کی یہ عبارت پڑھ کر بے اختیار نازک ذہن میں خار مغیلاں کی طرح یہ سوال چبھتا ہے کہ جب احکام شریعت خود باطل ہوئے تو خدا نے نازل کیوں کئے اور تم انہیں کیوں لیے پھرتے ہو اور باطل چیز کی تبلیغ میں اربوں روپے کیوں صرف کر رہے ہو؟ اور کیا کفارۂ مسیحؑ پر ایمان لانے کا جو حکم ہے وہ شریعت عیسوی کے تحت ہے یا اس سے خارج ہے اگر شریعت کے تحت ہے تو پھر یہ بھی باطل ہوا اور عبث ہوا۔ اور اگر شریعت سے خارج ہے تو پھر اس کا مذہب عیسائیت سے کوئی تعلق ہی نہ ہوا چہ جائیکہ وہ مذہب کی بنیاد ہو۔ اگر کفارہ مسیح علیہ السلام سے قوم کو یہ تاثر دیا جاتا کہ مسیحؑ نے تمہارے لیے اتنی قربانی دی اور پھر بھی تم اس کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتے تو کچھ امکان تھا کہ یہ عقیدہ اتنی بھونڈی شکل اختیار نہ کرتا لیکن بائیبل نے تو صاف کہہ دیا کہ " جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں۔ . . . . اور یہ بات ظاہر ہے کہ شریعت کے وسیلہ سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راستباز نہیں ٹھہرتا کیوں کہ لکھا ہے کہ راستباز ایمان سے جیتا رہے گا اور شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں گلتیوں ۳ : ۱۰ ا ۱۱۔

حیرت ہے کہ جو راستبازی کا وسیلہ اور فلاح و نجات کا سبب ہے حضرت مسیح علیہ السلام نے کبھی اس کا ذکر خیر نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ وہ شریعت یعنی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتے رہے جو موجودہ بائیبل کی رو سے لعنت اور باطل اور عبث ہیں میں پوچھتا ہوں کہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام پر بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟

قارئین کرام کو انتہائی تعجب ہوگا کہ کتاب یعقوب کا عام خط ۲ : ۱۴ تا آخر میں تحریر ہے کہ " جب ہمارے

باپ ابرہام نے اپنے بیٹے اضحاق کو قربان گاہ پر قربان کیا تو کیا وہ اعمال سے راستباز نہ ٹھیرا..... پس تو نے دیکھ لیا کہ ایمان نے اس کے اعمال کے ساتھ مل کر اثر کیا اور اعمال سے کامل ہوا..... پس تو نے دیکھ لیا کہ انسان صرف ایمان ہی سے نہیں بلکہ اعمال سے راستباز ٹھہرتا ہے ..... غرض جیسے بدن بغیر روح کے مردہ ہے ویسے ہی ایمان بھی بغیر اعمال کے مردہ ہے" اور اسی کتاب کی آیات ۱۴ تا ۲۰ ملاحظہ ہوں "اے میرے بھائیو! اگر کوئی کہے میں ایمان دار ہوں مگر عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ؟ کیا ایسا ایمان اسے نجات دے سکتا ہے۔ اسی طرح ایمان بھی اگر اس کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو اپنی ذات سے مردہ ہے .... تو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے خیر! اچھا کرتا ہے۔ شیاطین بھی ایمان رکھتے اور تھرتھراتے ہیں مگر اے نکمے آدمی! کیا تو یہ بھی نہیں جانتا کہ ایمان بغیر اعمال کے بے کار ہے" کیا بائیبل کی یہ آیت عقیدۂ کفارہ کو مردود نہیں ٹھہراتیں؟ اور نہ صاف کہہ دیا گیا ہے کہ (ایمان تو شیاطین کے پاس بھی ہوتا ہے) اس عقیدۂ کفارہ کے رد سے شیاطین راستباز ٹھہرے بلکہ یہ عقیدہ رکھنے والے خود بائیبل کی رد سے شیاطین ٹھہرے تو ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

اگر کسی بھی دانشور کی عقل سلیم اس عقیدہ کو   سن کر متحیر و پریشان نظر آتی ہے تو اس میں اس کا قطعاً قصور کیوں کہ ایک طرف تو یہ شور کیا جاتا ہے کہ چونکہ انسان بالکل گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے اور وہ گناہوں سے پاک بھی نہیں ہو سکتا اس لیے خدا نے اپنے بیٹے مسیح کو صولی پر لٹکا کر انسانوں کو شریعت کی لعنت سے چھڑایا مگر دوسری طرف یہ ڈھول پیٹا جاتا ہے کہ کفارہ پر ایمان لانے سے لوگ راستباز اور غیر گناہ گار ہو جائے اور احکام خداوندی یعنی شریعت لعنت ہے اور بے کار ہے اور اگر یہیں یہ سوال سنگ بر آئینہ بن کر کفارہ کے شیشہ کو پاش پاش کر دے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے؟ "اور اگر تیرا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے کاٹ ڈال۔ ٹنڈا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ دو ہاتھ ہوتے جہنم کے بیچ اس آگ میں جائے جو کبھی بجھنے کی نہیں" کتاب مرقس ۹ و ۴۳ ۔ اور یہ جہنم کیوں   کی پیدا کی گئی ہے؟ اور ہاتھ کاٹ دینے کی سزا کیوں رکھی گئی ہے؟ تو فوراً مسیحی حضرات اس چکنا چور شیشہ کے ریزوں کو یوں یکجا کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ یہ جہنم اور سزائیں کفارۂ مسیح پر ایمان نہ لانے والوں کے لیے ہیں مگر جو ایمان لائیں تو انہیں آزادی ہے کہ شتر بے مہار کی طرح جدھر منہ آئے چل نکلیں۔

لیکن ان کا یہی جواب جسے وہ بزعم خویش فتح عالم سے کم نہیں سمجھتے تحریر بر آب کے سوا کچھ بھی نہیں کیوں کہ ایمان نہ لانے والے بھی انسان ہیں اور بقول شما گنہگار بھی ہیں اور یہی ایمان نہ لانا بھی تو گناہ ہے اور خداوند نے جو بیٹا قربان کیا وہ بھی پورے عالم انسانیت کو گناہ میں مبتلا دیکھ کر۔ تو یہ کیا ہوا کہ کفارہ کی وجہ تو یہی پوری دنیائے انسانیت مگر چھٹکارا ملا صرف چند کو کیا باقی انسانوں کے لیے خدا رحیم نہیں؟ یا وہ انسان گنہگار نہیں ظاہر ہے کہ دونوں باتیں آپ کے مسلمات کے

بالکل خلاف ہیں بلکہ عقیدۂ کفارہ خود مذہب عیسائیت کے خلاف ہے ورنہ تو اسے لعنت نہ ٹھہراتا۔

بائیبل کی کتاب احبار ۵ میں مختلف احکام ذکر کرنے کے بعد ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے مختلف سزاؤں کا ذکر ہے پھر یوں لکھا ہے" یوں کاہن اس کی خطا کا کفارہ دے تو اسے معافی ملے گی" اور اسی کتاب احبار ۵۔ ۱۷ میں ہے "اور اگر کوئی خطا کرے اور ان کاموں میں سے جنہیں خداوند نے منع کیا ہے کسی کام کو کرے تو چاہے وہ یہ بات جانتا بھی ہو تو بھی مجرم ٹھہرے گا اور اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا"

بائیبل کی یہ آیات ہمیں صاف طور پر بتاتی ہیں کہ مسیحی حضرات جناب مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد راستباز نہیں ٹھہرتے بلکہ وہ خلاف شریعت اگر کوئی کام کریں تو گناہ گار ہوتے ہیں چہ جائیکہ وہ خود شریعت کو لعنت قرار دے دیں اور پھر حضرت مسیح علیہ السلام ان کے گناہوں کا کفارہ نہیں بنے بلکہ مختلف جرموں پر مختلف طریقوں سے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے اور اسی کتاب احبار ۲۴: ۱۵ میں ہے" اور تو بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ جو کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا اور وہ جو خداوند کے نام پر کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے ساری جماعت اسے قطعی سنگسار کرے" اب معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) لعنتی کہہ کر ان کے کفارہ ہونے کا یقین رکھتے ہیں بائیبل کی رو سے انہیں قتل کرنا اور سنگسار کرنا ضروری ہے اور اسی بائیبل کی رو سے کسی عام آدمی پر لعنت کرنے والے کے لیے بھی قتل کا حکم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر مسیحی حضرات یہ زبان دراز ہیں کہ ہم جناب مسیح علیہ السلام کی بشریت کو لعنتی قرار دیتے ہیں تب بھی ان نام نہاد مسیحی حضرات کو قتل کرنے کا حکم بائیبل سے ملتا ہے۔ اور مذکورہ بالا حوالوں سے جب یہ ثابت ہو چکا کہ جو شخص بھی گناہ کرے وہ اسی کے سر لگے گا اور اس کا بدلہ اسے ملے گا تو یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تمام گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔

اب اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ جناب مسیحؑ کا مصلوب ہو کر کفارہ ہونا باعث فلاح و نجات انسانی تھا تو اس کام میں حصہ لینے والے انتہائی راستباز اور نیکوکار ٹھہرتے۔ لیکن مسیحی حضرات تو کبھی یہودیوں کو جنہوں نے بقول ان کے حضرت مسیحؑ کو صلیب دی راستباز اور مقدس تسلیم نہیں کرتے اور ستم بالائے ستم یہ کہ خود حضرت مسیحؑ نے اپنے اس حواری کو شیطان قرار دیا جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود کے ہاتھ پکڑا دیا۔ بائیبل کی کتاب یوحنا ۶: ۷۰، ۷۱ میں ہے "اور یسوعؑ نے انہیں جواب دیا کیا میں نے تم بارہ کو نہیں چن لیا؟ اور تم میں سے ایک شخص شیطان ہے.... اس نے یہ شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہودہ کی نسبت کہا کیونکہ یہی جو ان بارہ میں سے تھا اسے پکڑوانے کو تھا۔ اب حضرت مسیح علیہ السلام کے اس قول مبارک نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کفارہ کا گلا گھونٹ دیا جب حضرت مسیحؑ کو پکڑوانے والا شیطان ٹھہرا تو یقیناً آپ کا مصلوب ہونا اور مصلوب کرنا شیطانیت ہی ہو گا اور تعجب ہے کہ یہ شیطانی فعل خدائے قدوس کی طرف کیونکر منسوب ہو سکتا ہے؟ قطعاً نہیں ہو سکتا بلکہ سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ جل مجدہ کی طرف سے جو کچھ فرمایا بالکل حق ہے کہ حضرت مسیح کو نہ صلیب دی گئی ہے اور نہ ہی انہیں قتل کیا گیا ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے انہیں جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھا لیا، اور یہی حضرت مسیح کی شان کے مطابق تھا۔

یہ ہیں موجودہ عیسائیت کے الہامی اور مقدس کتابوں کے بیانات جن سے عقیدۂ کفارہ کا عظیم الشان محل ! شاعر کی خیالی دنیا سے بھی کہیں زیادہ ناپائیدار ثابت ہؤا۔ جب فرعون کے جادوگر ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں اور فرعونیت کے مجسمۂ بطلان کو پاش پاش کر دیں تو ہمارا کیا تصور ہو سکتا ہے؛ ؎

آئینہ رکھ کے سامنے مجھ سے چرائے آنکھ
آئینہ میری شکل دکھائے تو کیا کروں؟

اپنے مقالہ کے اس عنوان کو ختم کرتے ہوئے یورپ بلکہ دنیائے عیسائیت کی مشہور ترین شخصیت جناب لارڈ لوتھین فارغ التحصیل آکسفورڈ یونیورسٹی اور سابق ایڈیٹر رسالہ راونڈ ٹیبل کا ایک مدبرانہ قول پیش کرتا ہوں جو انہوں نے علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے ایک جلسۂ تقسیم اسناد کے موقعہ پر فرمایا تھا۔

" اگر آدمی کو مذہب کا اتباع کرنا ہے تو وہ مطالبہ کرتا ہے کہ مذہب اس کو یہ بتائے کہ وہ اس کی زندگی کے عملی مسائل کا اپنے پاس کیا حل رکھتا ہے؛ بہت سے جنموں کے بعد آخر کار نروان حاصل ہونے کی امید یا موت کے دروازے سے گذر جانے کے بعد آسمانی بادشاہت میں پہنچ جانے کی توقع ایسی چیز نہیں ہے کہ صرف اس کی بنیاد پر وہ مذہب کو قبول کر سکے"۔

مسٹر لوتھین کے اس قول سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ عقیدۂ کفارہ پر ایمان لا کر شریعت کو عبث اور لعنت قرار دینا کسی بھی عقلمند آدمی کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتا بلکہ ہر انسان اپنے فطری تقاضے کے بموجب قوانین زندگی چاہتا ہے اور ایک مکمل ضابطۂ حیات اور لائحۂ عمل کا طلبگار رہتا ہے جو فقط اسلام ہی کے دامن میں پناہ لینے کے بعد مل سکتا ہے۔

مجازات اعمال کا اسلامی تصور

اسلام عیسائیت کی طرح انسانیت کا ایسا گھناؤنا تصور پیش نہیں کرتا کہ وہ کبھی اور کسی گناہ سے پاک نہیں ہو سکتی بلکہ اسلام انسانیت کو تہذیب وتمدن کا پاکیزہ لباس عطا کرتا ہے اور اسے زیور علم سے آراستہ کرتا ہے جیسے ارشاد ربانی ہے

علم الانسان مالم یعلم ؁ پ۳۰ سورہ علق

آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ ترجمۂ اعلیحضرت فاضل بریلوی رح

ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبات وفضلناھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلاً ۝ پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل۔

اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

ترجمہ از اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور اسلام تمام مخلوق کے گناہ کسی ایک فرد کے سر نہیں لگاتا بلکہ وہ واضح طور پر کہتا ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ
(پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل)

اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی
ترجمہ (فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ؕ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ؕ
(پ۳۰ سورہ زلزال)

تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا ترجمہ (حضرت فاضل بریلوی رح)

یعنی ہر برائی کی سزا اور ہر اچھائی کی اچھی جزا اس برے اور اچھے شخص کو ملے گی یہ نہیں کہ غلطی حوا کی اور سزا تمام عورتوں کو اور غلطی آدم کی (بالفرض محال) اور سزا سب مردوں کو۔

بلکہ ایک شخص کا گناہ دوسرے کے سر لگا کر اسے سزا دینا عدل کے بھی خلاف ہے اور رحم کے بھی۔

کفارۂ اعمال کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید یوں درس ہدایت دیتا ہے۔

وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص ؕ

اور ہم نے لکھ دیا تھا یہود کے لیے تورات میں (یہ حکم) کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لیے قصاص۔

فمن تصدق بہ فھو کفارۃ لہ ؕ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظلمون ؕ
(پ۶ سورہ مائدہ)

تو جو شخص معاف کر دے بدلہ تو یہ معافی کفارہ بن جائے گی اس کے گناہوں کا اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اتارا اللہ تعالیٰ نے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔
ترجمہ (ضیاء القرآن از علامہ کرم شاہ صاحب ازہری بھیرہ شریف)

اور پھر اگر کوئی گنہگار شرمندہ ہو کر توبہ کرے تو اس کے لیے مغفرت و رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں یعنی صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آ جائے تو بھولا ہوا تصور نہیں کیا جاتا۔

ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا ؕ
(پ۱۹ سورہ فرقان)

اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی۔ (ترجمہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب)

یہ ہیں اول النبیین و آخر النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات جن کے سامنے غیر مسلم منکرین بھی سر نیاز خم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے۔

مہر منزل بہاول پور۔ متعلم شعبہ تبلیغ جامعہ اسلامیہ بہاول پور ۔ ۷ ۔ ۶ ۔ ۵ ۔ ۱